بسلسلہ صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی

اُمّ المؤمنین

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

لجنہ اماء اللہ

اُمّ المومنین

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

خداتعالیٰ کے فضل سے لجنہ اماءاللہ لوصد سالہ خلافت جوبلی کے مبارک موقع پر بچوں کیلئے سیرت صحابیات پر کتب شائع کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔کوشش یہ کی گئی ہے کہ کتاب دلچسپ اور آسان زبان میں ہو، تا بچے شوق سے پڑھیں اور مائیں بھی بچوں کو فرضی کہانیاں سنانے کی بجائے ان کتب سے اپنے اسلاف کے کارنامے سنائیں تا کہ بچوں میں بھی ان جیسا بننے کی لگن پیدا ہو۔

خداتعالیٰ قبول فرمائے۔آمین

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

پیارے بچو!

کیا ہی پیارا دور ہوگا ! جب ہمارے پیارے آقا ﷺ مکہّ کی گلیوں میں چلتے پھرتے نظر آتے ہوں گے ۔ اپنی پیاری بستی مکہّ میں آپ ﷺ اپنے اصحاب کے گھروں میں جاتے ان کی خیریت دریافت کرتے اُس دَور کے خوش قسمت بچے آپ ﷺ کی سواری پر بیٹھتے، آپ ﷺ ان کو سلام میں پہل کرتے ۔

اس پیاری صحبت میں پروان چڑھتے ہوئے بچے جب بڑے ہوتے تو صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ کہلاتے ۔ کیا ہی خوش قسمت لوگ تھے کہ خدا کا رسول ﷺ خود اُن کی تربیت فرما رہا تھا ۔ روایات سے بڑے ہی پیارے واقعات ملتے ہیں ۔

سُنو ! ایک مرتبہ اسی طرح ہمارے پیارے آقا ﷺ اپنے ایک ساتھی کے گھر تشریف لے گئے، کیا دیکھتے ہیں کہ بچیاں اپنے کھلونوں سے کھیل رہی ہیں ۔ آپ ﷺ بڑے پیار سے اُن کے کھلونے دیکھنے لگے ۔ اِن کھلونوں میں گڑیاں بھی تھیں اور دوسرے کھلونے بھی، درمیان میں

ایک گھوڑا رکھا تھا ۔ جس کے کپڑے کے دو پَر لگے ہوئے تھے ۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا:۔

''یہ تم نے گڑیوں کے ساتھ کیا رکھا ہوا ہے؟''

اس نے جواب دیا'' گھوڑا ہے!'' فرمایا:۔'' کیا گھوڑوں کے کبھی پر بھی ہوتے ہیں؟ ذہین بچی فوراً بول اُٹھی'' حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑے کے بھی تو پَر تھے!'' (1)

جانتے ہو یہ حاضر جواب بچی کون تھی؟ یہ عائشہؓ بنت ابوبکر صدیقؓ تھیں ۔آپؓ نہ صرف حاضر جواب تھیں بلکہ انبیاء کی تاریخ سے واقفیت بھی رکھتی تھیں ۔

اُس دور میں نہ اسکول تھے نہ ہی کتابیں پھر بھی علم کا شوق رکھنے والے بچے بچیاں تھیں ۔ خدا تعالیٰ چاہتا تھا کہ عرب، دنیا کے استاد بنیں اس لئے اُس نے اِس قوم کو بہترین حافظے اور ذہن عطا کئے ۔ پھر اپنے سب سے بڑے رسول ﷺ کو اُن میں بھیجا اور پھر سب سے بڑی کتاب قرآن کریم جو اپنے اندر علم کے خزانے رکھتی تھی اُن پر نازل کی اور اس طرح سُن سُن کر حافظے کی وجہ سے علم سیکھنے والوں نے سیکھ لیا اور پھر دُنیا کے استاد بن گئے ۔

حضرت عائشہؓ بھی اُن خوش قسمت لوگوں میں سے تھیں ۔ آپؓ

نے کچھ علم اپنے والد سے سیکھا اور پھر خدا تعالیٰ نے دنیا کے سب سے بڑے مُعلم ﷺ کی زوجہ محترمہ بننے کا اعزاز عطا فرمایا۔آپؓ نے دین سیکھا اور پھر صحابہ کو سکھایا اور اس طرح ہم تک وہ علوم پہنچ گئے ۔اسی لئے تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:۔

’’آدھا دین عائشہ سے سیکھو‘‘

آؤ ! آج حضرت عائشہؓ کا تعارف کرواتے ہیں اور تمہیں اُن کی سیرت کے کچھ واقعات سُناتے ہیں۔

آپؓ کے گھر والوں نے آپؓ کا نام عائشہؓ رکھا جس میں یہ دعا تھی کہ یہ بچی لمبی عمر پائے۔آپؓ سُرخ اور سفید رنگ کی بہت ہی پیاری عادتوں والی بچی تھیں، ہمیشہ سچ بولتی تھیں اسی لئے لوگ آپؓ کو حمیرا اور صدیقہ بھی کہتے تھے۔ (2)

آنحضرت ﷺ سے شادی ہوجانے کی وجہ سے آپ کو ’اُمّ المؤمنین‘ یعنی مومنوں کی ماں بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی کی بیویوں کو اُس کے ماننے والوں کے لئے ایک ماں کا درجہ دیا ہے۔

حضرت عائشہؓ بچپن سے ہی بہت ذہین اور دوسرے بچوں سے مختلف تھیں۔ ہر بات کا آپ کے پاس بہت خوبصورت اور پیارا جواب ہوتا۔اس لئے بڑوں کو بھی آپ کے ساتھ باتیں کر کے مزا آتا تھا اور

کوئی آیتِ قرآنی آپ کے کانوں میں پڑ جاتی تو اس کو بھی یاد رکھتی تھیں۔

جب آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے سب سے پیارے دوست حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مکّہ والوں کے ظلم سے تنگ آ کر اللہ تعالیٰ کے حکم سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی (ہجرت کا مطلب ہے اپنے مذہب کی خاطر لوگوں کے ظلم کی وجہ سے اپنا وطن چھوڑ کر کسی اور جگہ جا کر رہنا) تو حضرت عائشہؓ کی عمر صرف آٹھ سال تھی۔ اس چھوٹی سی بچی کو ہجرت کے تمام واقعات بڑوں کے مقابلہ میں سب سے زیادہ یاد تھے۔ جو آپؓ نے بیان فرمائے اب دیکھو یہ کتنا بڑا احسان ہے ورنہ اُن باتوں کی تفصیل ہمیں کیونکر معلوم ہوتی۔

حضرت خدیجہؓ کے متعلق تو آپ کو پتہ ہی ہے کہ وہ حضرت محمد ﷺ کی پہلی بیوی تھیں۔ جو آنحضرت ﷺ کی سچی ہمدرد اور جان و مال کے لحاظ سے آپ ﷺ پر ہر لمحہ قربان ہونے والی بیوی تھیں۔ اُن کی وفات کے بعد آنحضرت ﷺ بہت اُداس رہا کرتے تھے۔

حضرت خولہ بنت حکیمؓ آپ ﷺ کی اُداسی اور پریشانی کو دیکھ کر ایک دِن آپ ﷺ کے گھر آئیں اور کہنے لگیں کہ ''اے اللہ کے رسول حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد آپ ﷺ بہت اداس نظر آتے ہیں'' آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں گھر کا انتظام اور بچوں کی تربیت سب خدیجہؓ

کے سپرد تھی۔حضرت خولہؓ نے کہا کہ آپ ﷺ کو ایک ہمدرد ساتھی کی ضرورت ہے اگر اجازت ہو تو میں آپ ﷺ کی دوسری شادی کے لئے سودہ بنت زمعہ اور عائشہ بنت ابوبکر صدیقؓ کے لئے بات چیت کروں۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ ''تم ان دونوں کے متعلق بات کرو۔'' اس طرح حضرت عائشہؓ اور حضرت سودہؓ کے ساتھ آپ ﷺ کا نکاح ہو گیا۔ (3)

آنحضرت ﷺ سے حضرت عائشہؓ کا نکاح شوال کے مہینے میں ہوا اہل عرب جاہلیت کے زمانے میں اس مہینے کو منحوس سمجھتے تھے شوال کے مہینے میں طاعون پھیلا تھا جو ہزاروں لوگوں کی ہلاکت کا باعث بنا تھا۔

لیکن حضرت عائشہؓ کا نکاح بھی شوال میں ہوا اور رخصتی بھی چند سال بعد اسی مہینے میں ہوئی۔آپؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی بیویوں میں مجھ سے زیادہ کوئی بھی خوش قسمت نہ تھی کیونکہ میں آپ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھی۔ آپؓ اس امر کو پسند فرماتی تھیں کہ لوگ خوشی اور مسرت کی تقریبات اسی مہینے یعنی شوال میں کریں۔

اس طرح آپ کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ آپؓ کے نکاح کی برکت سے ماہ شوال کی نحوست کا وہم لوگوں کے دلوں سے دور ہوا۔

باوجود اس کے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ خاصے مالدار تاجر تھے حضرت عائشہؓ کا نکاح انتہائی سادگی سے ہوا حضرت عائشہؓ اپنی سہیلیوں

کے ساتھ گھر سے باہر کھیل رہی تھیں کہ ان کی خادمہ نے ان کو آواز دی اور اپنے پاس بلا کر ساتھ لے گئیں، گھر میں حضور ﷺ تشریف رکھتے تھے، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے چار یا پانچ سو درہم حق مہر پر آپ کا نکاح پڑھایا۔

نکاح کو دو برس تین ماہ گزرے تھے کہ کفار مکہ کے ظلم وستم سے تنگ آ کر الٰہی حکم کے تحت رسول ﷺ نے ہجرت کا ارادہ فرمایا۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ روزانہ صبح یا شام کو حضرت ابوبکرؓ کے گھر آیا کرتے تھے۔ ایک دن خلافِ معمول چہرہ مبارک چادر سے لپیٹے دوپہر کو تشریف لائے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس دونوں صاحبزادیاں حضرت عائشہؓ اور حضرت اسماءؓ بیٹھی تھیں۔ آپ ﷺ تشریف لائے اور ہجرت کا خیال ظاہر فرمایا۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت اسماءؓ نے مل جُل کر سامانِ سفر درست کیا۔ حضرت نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مدینہ کی راہ لی اور تمام اہل وعیال کو مکہ ہی میں چھوڑ دیا۔ جس دن آپ ﷺ مدینہ منورہ پہنچے نبوت کا چودھواں سال تھا اور ربیع الاوّل کی بارھویں تاریخ تھی۔

مدینہ میں ذرا اطمینان ہوا تو آپ ﷺ نے اہل وعیال کو لانے کے لئے حضرت زیدؓ بن حارثہ اور اپنے غلام ابو رافعؓ کو مکہ بھیجا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی اپنے بیٹے عبداللہ کو ساتھ بھیجا کہ اپنی والدہ اور دونوں

بہنوں کو لے آؤ۔

یہ مختصر قافلہ جب مدینہ پہنچا تو آنحضورﷺ کے اہل وعیال مسجد نبوی کے احاطے میں جو مکانات بنوائے گئے تھے اُن میں ٹھہرے اور حضرت عائشہؓ مدینہ آنے کے بعد اپنے گھر والوں کے ساتھ بنو حارث کے محلّہ میں آٹھ ماہ تک رہیں۔

اکثر مہاجرین کو مدینہ کی ہوا موافق نہ آئی چنانچہ پہلے تو حضرت ابوبکرؓ کو سخت بخار ہوا۔حضرت عائشہؓ نے ان کی بیماری میں بہت خدمت کی ،آپؓ صحت یاب ہو گئے لیکن حضرت عائشہؓ خود بیمار ہو گئیں بیماری کی شدت سے آپؓ کے سر کے بال بھی گر گئے۔صحت ٹھیک ہونے پر حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرتﷺ سے حضرت عائشہؓ کی رخصتی کی درخواست کی۔(4)

چنانچہ شوال 2 ہجری کو حضرت عائشہؓ کی شادی کی تاریخ مقرر ہوئی جبکہ آپ کی عمر تقریباً 12 سال تھی۔اس چھوٹی عمر میں شادی کی کئی حکمتیں تھیں کہ آپﷺ شروع سے ہی ان کی تربیت اپنی مرضی کے مطابق کر سکیں اور اسلام کی تعلیمات کو جلد اور آسانی کے ساتھ اچھی طرح سمجھ کر دوسروں کو سمجھا سکیں اور اس بڑی ذمہ داری کو اُٹھا سکیں جو نبیوں کے سردارﷺ کی بیوی ہونے کے لحاظ سے ان پر تھیں۔نیز عورتیں جو مسائل لے کر آئیں آپؓ ان کو رسول اللہﷺ تک پہنچا سکیں۔اس کے علاوہ کم عمر

ہونے کی وجہ سے اُمید تھی کہ وہ لمبی عمر پائیں گی اور اس طرح انہیں مسلمان عورتوں میں درس وتدریس اور تبلیغ کا زیادہ موقعہ مل سکے گا۔

بچو! اب شادی کا حال سُنو! مدینہ کے انصار کی عورتیں سُسرالی بن کر دلہن کو لینے کے لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر آئیں۔ حضرت عائشہؓ اپنی سہلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھیں۔ ماں نے اپنی بیٹی کو بلا کر منہ دھلایا، بال سنوارے پھر ان کو اس کمرے میں لے گئیں جہاں انصار کی عورتیں دلہن کے انتظار میں بیٹھی تھیں (مدینہ کے پرانے رہنے والے مسلمانوں کو انصار کہا جاتا ہے جس کے معنی ہیں مدد کرنے والے چونکہ آنخضرت ﷺ نے ایک ایک انصار کو ایک مہاجر کا بھائی بنا دیا اور انصار نے اپنے گھر اور گھروں کا آدھا سامان خوشی سے مہاجروں کو دے دیا۔) دلہن جب کمرے میں داخل ہوئی تو مہمانوں نے یہ گیت گایا

عَلَى الْخَيْرِ وَ الْبَرَكَةِ وَ عَلٰى خَيْرِ طَائِرٍ

یعنی تمہارا آنا بھلائی اور برکت والا ہو اور نیک شگون ہو یعنی شادی مبارک ہو رخصتی کے وقت آنخضرت ﷺ کی خدمت میں دودھ کا ایک پیالہ پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اس میں سے تھوڑا سا دودھ پی کر پیالہ حضرت عائشہؓ کی طرف بڑھایا جس کو انہوں نے جھجکتے ہوئے قبول کیا۔ (5) (لیکن آج کل کے رواج کے مطابق نہ آنخضور ﷺ نے کسی کو

دودھ پلانے کے بدلے میں پیسے دیئے اور نہ ہی کسی نے پیسے مانگے) آپؓ فرماتی ہیں کہ میری رخصتی میں نہ کوئی اونٹ ذبح کیا گیا اور نہ کوئی بکری ہاں ایک کھانے کا پیالہ تھا جس کو سعد بن عبادہؓ نے حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا ہوا تھا۔

وہ گھر کیسا تھا؟ حضرت عائشہؓ جس گھر میں رخصت ہو کر آئی تھیں وہ کوئی عالی شان عمارت نہ تھی۔ بنی نجّار کے محلّہ میں مسجد نبوی کے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے کئی حُجرے تھے ان ہی میں ایک حجرہ حضرت عائشہؓ کا گھر تھا جو مسجد کی مشرقی طرف تھا اس کا ایک دروازہ مسجد کے اندر مغربی رُخ پر تھا جس سے مسجد نبوی اس کا صحن بن گئی تھی، آنحضرت ﷺ اسی دروازے سے گزر کر مسجد میں داخل ہوتے تھے۔ حجرہ کی دیواریں مٹی کی تھیں۔ کھجور کے پتوں اور ٹہنیوں کی چھت تھی جس پر کمبل ڈال دیا گیا تھا تا کہ بارش کا پانی چھت سے ٹپک نہ سکے۔ (6)

گھر کی سادگی کا یہ حال تھا کہ اس میں صرف ایک چارپائی، ایک چٹائی، ایک بستر، ایک تکیہ جس میں کھجور کی چھال (کھجور کے درخت کا چھلکا) بھری تھی۔ آٹا اور کھجوریں رکھنے کے ایک دو برتن، پانی کا ایک برتن اور پانی پینے کا ایک پیالہ تھا۔ (7)

آپؓ کے گھر میں آنحضرت ﷺ اور حضرت عائشہؓ صرف دو افراد

تھے کچھ دنوں کے بعد بریرہؓ نام کی خادمہ بھی آپ کے گھر میں آ گئیں۔

بچو! اتنا سادہ گھر ہونے کے باوجود یہ گھر برکتوں سے بھرا ہوا اور خدا تعالیٰ کے نور سے روشن تھا۔ یہی وہ مبارک گھر تھا جہاں حضور ﷺ پر سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا کلام اُترا۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت محمد ﷺ کو حضرت عائشہؓ بہت پیاری تھیں۔

اس کے علاوہ یہ شادی بھی اللہ تعالیٰ کی خاص مرضی سے ہوئی تھی کیونکہ نکاح سے پہلے آپ ﷺ نے خواب دیکھا کہ ایک فرشتہ آپ ﷺ کے سامنے ایک ریشمی رومال پیش کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ

''یہ آپ کی بیوی ہے''

آپ ﷺ رومال کھولتے ہیں تو اس میں حضرت عائشہؓ کی تصویر ہوتی ہے۔ (8)

حضرت عائشہؓ خود بھی بہت ذہین تھیں۔ آنحضرت ﷺ کی تربیت میں اُنہوں نے بہت جلد اور بہت زیادہ ترقی کی۔ آپؓ نے دینی مسائل کو سمجھ کر عورتوں کی اصلاح اور تعلیم و تربیت کا وہ کام کیا کہ ان جیسا کام کسی عورت نے نہیں کیا۔

آپ ﷺ کے بعد مسلمانوں میں سے سب سے افضل شخص حضرت ابو بکر صدیقؓ کی بیٹی تھیں اسلام میں ہی ان کی پیدائش ہوئی تھی

اس لئے ان کی تربیت بچپن سے ہی بہت اعلی اسلامی طور طریقوں کے مطابق ہوئی تھی سو وہ عورتوں کے لئے نمونہ بننے کے قابل تھیں ۔ نیز احادیث کا وہ حصّہ جو عورتوں سے متعلق تھا زیادہ تر آپؓ کے اقوال میں ملتا ہے ۔ بڑے بڑے صحابہ بھی آپ سے بعض مسئلوں کے بارہ میں سوال پوچھا کرتے تھے اور آپؓ ان کو تسلی بخش جواب دیتیں ۔

آنحضرت ﷺ ہمیشہ حضرت عائشہؓ سے نہایت نرمی، مہربانی اور دلجوئی سے پیش آتے یعنی ان کا دل بہلاتے اور خوش رکھنے کی کوشش کرتے ، ان کے ناز اُٹھاتے ، ہر شوق پورا کرتے بلکہ خود اس میں دلچسپی لیتے دوسروں کے سامنے بھی ان کی تعریف کرتے ۔

اب آپ کو آنحضرت ﷺ کے حسن سلوک کے کچھ مزے مزے کے واقعات بتاتے ہیں ۔

آنحضرت ﷺ ایک مرتبہ گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ اپنی سہیلیوں کے ساتھ گڑیوں سے کھیل رہی تھیں ۔ آپ ﷺ کو دیکھ کر ساری سہلیاں بھاگ گئیں تو حضور ﷺ باہر نکلے لڑکیوں کو بُلایا اور کہا

''اندر آجاؤ اور عائشہ کے ساتھ کھیلو۔'' (9)

آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہؓ کے ساتھ ایک دفعہ دوڑ کا مقابلہ بھی کیا، حضرت عائشہؓ ان دنوں دبلی پتلی تھیں اس لئے دوڑ میں

آگے نکل گئیں ۔ بعد میں جب حضرت عائشہؓ کچھ موٹی ہو گئیں تو حضور ﷺ نے ان کو دوڑ کا چیلنج دیا اور پھر دوڑ میں آپ ﷺ آگے نکل گئے اور فرمایا

''عائشہ! تِلْكَ بِتِلْكَ''

یہ اس کا بدلہ ہے جو تو نے مجھے اس وقت ہرایا تھا۔

آنحضرت ﷺ کبھی کبھی پیار سے آپ کو 'عائِش' کہہ کر بُلایا کرتے تھے۔ایک دفعہ سفر میں حضرت عائشہؓ کی سواری کا اونٹ بِدک گیا (ڈر گیا) اور ان کو لے کر ایک طرف کو بھاگا ۔آنحضرت ﷺ بہت گھبرائے اور بے اختیار زبان مبارک سے نکل گیا۔

'واعَرُوْسَاءُ' ہائے میری دلہن

اور پھر جب اونٹ ٹھہر گیا تو آپ ﷺ پُرسکون ہو گئے ۔ (10)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اس روایت کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

''ایک دفعہ مسجد میں کچھ جنگی کرتب دکھائے گئے آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا:۔کہ اگر دیکھنا چاہو تو میرے پیچھے کھڑے ہو کر کندھوں کے اوپر سے دیکھ لو۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑی ہو گئیں اور انہوں نے تمام جنگی کرتب دیکھے۔'' (11)

''ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت عمرو بن العاص نے آپ ﷺ سے دریافت کیا ''یا رسول اللہ ﷺ دنیا میں سب سے زیادہ آپ کو کون

پیارا ہے!'' رسولِ پاک ﷺ نے فرمایا ''عائشہ!'' حضرت عمرؓ نے عرض کی ''یارسول اللہ ﷺ مردوں کی نسبت سوال ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا ''عائشہ کا باپ!'' کتنی بڑی خوش قسمتی تھی کہ حضرت عائشہؓ اور اُن کے والد کو انسانِ کامل ﷺ کا پیار نصیب ہوا۔

حضرت عائشہؓ کو بھی حضور ﷺ جیسے محبت کرنے والے شوہر سے بے حد محبت تھی۔آپ کے پاس ایک خادمہ بھی تھی لیکن عام طور پر گھر کا سارا کام اور حضور ﷺ کی تمام ضروریات کا خیال آپ خود ہی رکھتیں، چکّی پیستیں (اس زمانے میں آٹا پیسنے کے لئے مشینیں نہیں ہوتی تھیں) آٹا گوندھتیں، کھانا تیار کرتیں، آنحضور ﷺ کا بستر ہمیشہ اپنے ہاتھ سے بچھاتیں اور اچھی طرح دیکھ لیتیں کہ صاف سُتھرا ہے۔اپنے ہاتھ سے آپ ﷺ کے سر میں کنگھا کرتیں، کپڑوں پر عطر مَلتیں۔آپ ﷺ کے تمام کپڑے خود دھوتیں جب حضور ﷺ رات کو آرام فرمانے کے لئے لیٹتے تو سرہانے تہجّد کے لئے پانی رکھتیں، مسواک کو اچھی طرح پانی سے دھو کر صاف کر کے حضور ﷺ کو دیا کرتیں۔

حضور ﷺ کے مہمانوں کی خاطر مدارت کرتیں، آپ ﷺ کے تمام حکموں کی پوری پوری اطاعت اور فرمانبرداری کرتیں۔جنگوں میں نہایت شوق سے شریک ہوتیں اور بہادری کے ساتھ میدان جنگ میں

زخمیوں کی خدمت اور مرہم پٹی فرماتیں۔

حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کے ساتھ بھی آپ کا بہت پیار کا سلوک تھا۔آپ فرماتی تھیں کہ ’’میں نے فاطمہ سے بہتر ان کے باپ کے سوا کوئی انسان نہیں دیکھا کسی نے آپ سے پوچھا کہ آنحضرت ﷺ کو سب سے زیادہ کس سے محبت تھی؟ فرمایا:’’فاطمہ سے‘‘میں نے فاطمہ سے زیادہ اُٹھنے بیٹھنے کے انداز میں آنحضرت ﷺ سے ملتا جلتا کسی کو نہیں دیکھا۔

2 ہجری میں حضرت فاطمہؓ کی شادی حضرت علیؓ کے ساتھ (جو آنحضرت ﷺ کے چچا کے بیٹے اور بچوں میں سے آنحضرت ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لائے تھے) ہونا قرار پائی۔بچو! یہ وہی حضرت علیؓ ہیں جو آنحضرت ﷺ کے چوتھے خلیفہ بنے۔

حضرت عائشہؓ نے دوسری بیویوں کے ساتھ مل کر سامان درست کیا۔دولہا و دلہن نے جس مکان میں شادی کے بعد رہنا تھا اُس کی لپائی کی،اپنے ہاتھوں سے کھجور کی چھال دُھن کر تکیے بنائے ،لکڑی کا ایک اسٹینڈ تیار کیا تاکہ اس پر پانی کی مشک اور کپڑے لٹکائے جاسکیں۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ فاطمہ کے بیاہ سے اچھا کوئی بیاہ میں نے نہیں دیکھا۔(12)

آنحضرت ﷺ کی ایک اور بیوی حضرت حفصہؓ جو مسلمانوں کے

دوسرے خلیفہ حضرت عمرؓ کی بیٹی تھیں ان کے ساتھ بھی حضرت عائشہؓ کا بہت نرمی اور پیار کا سلوک تھا گھریلو معاملات میں دونوں کی رائے ایک ہوتی تھی۔

حضور ﷺ کی سب بیویوں کے ساتھ حضرت عائشہؓ کا بہت اچھا برتاؤ تھا اگر آپس میں کبھی ناراضگی ہو بھی جاتی تو اپنی غلطی مان کر جلد ایک دوسرے سے صلح بھی کر لیتیں اور دل میں ایک دوسرے کی خوبیوں کا اعتراف بھی کرتیں۔

ایک مرتبہ رسولِ پاک ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو یا ناراض ہوتی ہو تو مجھے پتہ چل جاتا ہے۔ ناراض ہوتی ہو تو ابراہیمؑ کے خدا کی قسم اور خوش ہوتی ہو تو محمد ﷺ کے خدا کی قسم کھاتی ہو۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا

''یارسول اللہ صرف زبان سے نام لینا چھوڑ دیتی ہوں۔'' (13)

ایک دلچسپ واقعہ ہمیں تاریخ میں ملتا ہے۔ جب ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ حضرت عائشہؓ کے گھر تشریف رکھتے تھے کسی اور بیوی کے گھر سے کچھ کھانا تحفۃً آ گیا۔ حضرت عائشہؓ نے کچھ ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے وہ کھانا گرا دیا جس سے پیالہ بھی ٹوٹ گیا۔

آنحضرت ﷺ کا پیارا اُسوہ (نمونہ) دیکھو آپ زمین پر بیٹھ گئے

اور اس پیالے کے ٹکڑے اپنے ہاتھوں سے اکٹھے کیے اور حضرت عائشہؓ کو حکم دیا کہ اب ویسا ہی پیالہ اپنے گھر سے بھجواؤ جیسا تم نے توڑا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے فوراً اطاعت کی۔ اِس واقعہ سے آنحضرت ﷺ کی تربیت کا پیارا انداز بھی ملتا ہے وہاں ایک اور پہلو سامنے آتا ہے کہ یہ حدیث خود حضرت عائشہؓ روایت فرما رہی ہیں اور یہی آپؓ کے تقویٰ کا اعلیٰ معیار تھا اور ہم پر آپؓ کا یہ احسان ہے کہ رسول کریم ﷺ جو مُعلم اخلاق ہیں اُن کی تربیت کے سب انداز بیان کر دیئے۔

آنحضرت ﷺ کی مدینہ آمد سے پہلے عبداللہ بن ابی سلول مدینہ کا بادشاہ بننا چاہتا تھا بلکہ اس کے لئے ایک تاج بھی تیار ہو رہا تھا جب اس نے مدینہ کے لوگوں کا آپ ﷺ سے بے انتہا عزّت واحترام کا سلوک دیکھا اور یہ کہ مدینہ کے لوگ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی بھی بہت عزّت کرتے ہیں۔

اس دنیا کی زندگی ہمیشہ رہنے والی نہیں ہے۔ جو شخص اس دنیا میں آتا ہے اس نے ایک دن اللہ تعالیٰ کے پاس جانا ہوتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ بے شک تمام نبیوں کے سردار تھے مگر آپ ﷺ بھی انسان تھے۔

جب آنحضرت ﷺ نے اپنی زندگی کا آخری حج کیا تو آپ ﷺ نے ایک عظیم الشان خطبہ دیا اور اس میں اتنی پیاری نصیحتیں مسلمانوں کو کیں

کہ قیامت تک ان کے عمل کے نتیجہ میں ساری دنیا امن وسکون سے بھر سکتی ہے اور دنیا کے تمام لوگ خواہ وہ دنیا کے کسی بھی ملک کے رہنے والے ہوں آپس میں محبت اور پیار سے رہ سکتے ہیں۔ آپ ﷺ کے اس خطبہ سے یہ بھی محسوس ہوتا تھا کہ گویا یہ آپ کا آخری پیغام ہے جو آپ ﷺ اپنے پیاروں کو دے رہے ہیں۔

چنانچہ آنحضرت ﷺ کی طبیعت تیرہ دن تک خراب رہی۔ حضرت عائشہؓ کو اس طرح یہ بھی اعزاز حاصل ہوا کہ آپ ﷺ آخری 8 دن حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں رہے۔ حضور ﷺ کی وفات سے ذرا پہلے حضرت عائشہؓ کے بھائی حضرت عبدالرحمٰنؓ آپ ﷺ کا حال پوچھنے کے لئے آئے ان کے ہاتھ میں مسواک تھی حضور ﷺ نے مسواک کی طرف دیکھا تو حضرت عائشہؓ سمجھ گئیں کہ حضور ﷺ مسواک کرنا چاہتے ہیں۔ آپؓ نے ان سے مسواک لے کر اپنے دانتوں سے نرم کی اور آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کی اور حضور ﷺ نے مسواک کی۔

آپ کا ہاتھ حضرت عائشہؓ کے ہاتھ میں تھا۔ آپ ﷺ نے اپنا بابرکت ہاتھ کھینچ لیا اور زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری ہو گئے۔

''اِلَی الرَّ فِیْقِ الْاَ عْلیٰ''

کہ میں سب سے اعلیٰ مہربان دوست کی طرف جاتا ہوں۔ یہ

فرماتے فرماتے آپ ﷺ وفات پا گئے یہ 12 ربیع الاوّل سوموار کا دن تھا۔ اِنّا للہ وَ اِنّا الیہ راجعون

حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں ہی آپ ﷺ کو دفن کیا گیا اس کی وجہ حضرت عائشہؓ یہ بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے مرض الموت میں فرمایا:

''خدا یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہوں
نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا''

اگر یہ ڈر نہ ہوتا تو آپ ﷺ کی قبر کھلے میدان میں ہوتی لیکن آپ ﷺ حجرہ میں دفن ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی قبر کو سجدہ گاہ بننے سے بچا لیا۔

آنحضرت ﷺ کی بیوی ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق تمام مومنوں کی ماں تھیں اس لئے صحابہؓ کو جب بھی کوئی مشکل پیش آتی ان کو حضرت عائشہؓ آسان حل بتا تیں۔

حضرت عائشہؓ کی کوئی اولاد نہ تھی چنانچہ رسول پاک ﷺ نے حضرت عبداللہ بن زبیر جو آپ کی بہن حضرت اَسماءؓ کے بیٹے تھے کے نام پر آپ کی کنیت اُمّ عبداللہ رکھی۔ (14)

آپؓ غزوۂ بدر میں بھی شریک ہوئیں۔ جنگِ اُحد میں زخمیوں کو پانی پلاتی رہیں۔ غزوۂ خندق میں جب مسلمان قلعہ میں بند تھے آپ زنانہ

قلعہ سے نکل کر جنگ کی حالت دیکھتیں اور پہرہ دیتیں۔

حضرت عائشہؓ خدا تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے کیلئے پانچوں نمازیں، نمازِ تہجد اور چاشت کی نماز پڑھا کرتیں۔ اکثر روزہ رکھا کرتیں کبھی وہ اور رسول ﷺ دونوں مل کر ایک ساتھ روزے رکھتے (یہ رمضان کے روزوں کے علاوہ رکھے جانے والے روزے تھے) رمضان کے آخری عشرہ میں آنحضرت ﷺ مسجد میں اعتکاف کرتے تھے کبھی آپؓ بھی اس فرض میں شریک ہو جاتیں۔ مسجد کے صحن میں خیمہ نصب کرا لیتیں۔ صبح کی نماز پڑھ کر آنحضرت ﷺ بھی تھوڑی دیر کو وہاں آ جاتے۔

حضرت عائشہؓ کی سب سے نمایاں خوبی سخاوت تھی جو کچھ آپ کے پاس ہوتا اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتیں ایک مرتبہ آپؓ کے پاس ایک لاکھ درہم آئے شام ہوتے ہی سب خیرات کر دیئے اور اپنے لئے کچھ نہ رکھا۔ اس دن آپؓ نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ خادمہ نے عرض کی افطار کے لئے کچھ نہیں ہے فرمایا ’’پہلے کیوں نہ یاد دلایا۔‘‘

حضرت عائشہؓ غلاموں پر شفقت کرتیں اور ان کو خرید کر آزاد کرتیں۔ ان کے آزاد کردہ غلاموں کی تعداد 67 ہے۔ (15)

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ نے اپنی تمام زندگی قرآن و حدیث کی درس و تدریس میں گزاری صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ اپنے

مسائل کے حل کے لئے آپؓ کے پاس آتے ۔آپؓ کو مسائل کے سمجھنے اور احکام کا علم رکھنے اور باریک مسائل کے بارہ میں صحیح فتویٰ دینے کا خاص ملکہ حاصل تھا۔

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

''عائشہ کو عورتوں پر اسی طرح فضیلت ہے جس طرح ثرید کو تمام کھانوں پر''(ثرید عربوں کا ایک پسندیدہ کھانا ہے جو شوربہ میں روٹی کے ٹکڑے مِلا کر کھایا جاتا ہے)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی تفسیرِ کبیر میں فرماتے ہیں۔

''حضرت عائشہؓ کے متعلق تو یہاں تک ثابت ہے کہ آپؓ مردوں کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں سُنایا کرتی تھیں۔ بلکہ خود لڑائی کی بھی ایک دفعہ آپ نے کمان کی۔غرض ان کو پوری عملی آزادی حاصل تھی صرف اس امر کا اُن کو حکم تھا کہ اپنے سر گردن اور مُنہ کے وہ حصّے جو سر اور گردن کے ساتھ وابستہ ہیں اُن کو ڈھانپے رکھیں تا کہ وہ راستے جو گناہ پیدا کرتے ہیں بند رہیں اور اِس سے زیادہ احتیاط کر سکیں تو نقاب اوڑھ لیں۔'' (16)

حضرت عائشہؓ نے ایک انصاری لڑکی کی پرورش فرمائی، اس کا ہر قسم کا خیال رکھا، اس کی اچھی تربیت کی اور پھر اس کی شادی کی اور چونکہ خود بھی سادگی سے رہتی تھیں۔اس کو بھی سادگی سے رخصت کرنے لگیں۔

کہ آپ ﷺ باہر سے تشریف لائے تو بڑے پیار سے کہا۔

''عائشہ گیت اور راگ تو ہے نہیں!''

گویا آنحضرت ﷺ نے پسند فرمایا کہ خوشی کے موقعہ پر اچھے گیت گائے جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ آنحضرت ﷺ کو علم تھا کہ انصار کی لڑکیاں اچھے گیت گا کر اپنی خوشی کا اظہار کیا کرتی ہیں جیسا کہ انہوں نے مدینہ ہجرت کے موقعہ پر پیارا سا گیت گا کر آنحضرت ﷺ کا استقبال کیا تھا۔

؎ طَلَعَ الْبدرُ عَلَیْنَا مِنْ ثَنِیّاتِ الْوداع
وَجَبَ الشُّکرُ عَلَیْنَا مَا دَعا لِلّٰہِ دَاع

چودھویں کا چاند ہم پر وداع کی گھاٹیوں سے نکلا ہے۔ ہم پر ہمیشہ کے لئے اللہ کا شکر فرض ہو گیا۔

حضرت ابو بکرؓ سارے قریش میں علم انساب وشعر میں بہت ماہر تھے۔ آپؓ نے تاریخ وادب تو اپنے والد صاحب سے سیکھا اور طب کا علم ان عرب نمائندوں سے سیکھا جو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ملاقات کرنے کے لئے آیا کرتے تھے۔ زندگی کے آخری دنوں میں جب حضور ﷺ بیمار ہوتے تھے تو حکیم جو دوائیں بتایا کرتے تھے حضرت عائشہؓ ان کو یاد کر لیا کرلیتیں اور اس طرح علم طب میں بھی آپ کو بہت زیادہ

مہارت حاصل ہوگئی۔

مسجد نبوی میں آنحضرت ﷺ جو علمی مجالس لگایا کرتے تھے چونکہ حضرت عائشہؓ کا حجرہ مسجد کے ساتھ جُڑا ہوا تھا۔ اس لئے آپؓ بھی ان میں شامل ہوتیں۔ اگر کوئی بات سمجھ نہ آتی تو بعد میں آنحضرت ﷺ سے پوچھ کر تسلی کرلیتیں۔ آپؓ نے عورتوں کی درخواست پر ایک خاص دن ان کو پڑھانے کے لئے مقرر کر رکھا تھا۔

آپؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ جوتی کو پیوند لگا رہے تھے اور میں چرخہ کات رہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ آنحضور ﷺ کی پیشانی مبارک پر پسینہ آرہا تھا اور اس پسینے کے اندر ایک نور چمک رہا تھا جو ابھرتا جاتا تھا اور بڑھتا جاتا تھا۔ یہ ایک ایسا نظارہ تھا کہ میں سراپا حیرت بن گئی۔

حضور ﷺ کی نظر مبارک جب مجھ پر پڑی تو فرمایا عائشہ! تو حیران سی کیوں ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے دیکھا کہ پیشانی پر پسینہ ہے اور پسینے کے اندر ایک چمکتا ہوا نور ہے ......حضرت عائشہؓ نے اشعار پڑھے جن کا ترجمہ ہے کہ وہ شخص ولادت اور رضاعت کی آلودگیوں سے پاک تھا اور اس کے درخشندہ چہرہ کی شکنوں پر نظر کرو تو معلوم ہوگا کہ نورانی اور کھل کر چمکنے والی روشن تر بجلی سے بڑھ کر روشن ہے۔

حضور ﷺ نے جب حضرت عائشہؓ کے منہ سے یہ شعر سنے تو آپؓ فرماتی ہیں کہ جو کچھ آپ کے ہاتھ میں تھا وہ رکھ دیا۔ میری پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا:

مَا سُرِرْتِ مِنِّیْ کَسَرُوْرِیْ مِنْکِ

تو مجھ سے اتنا خوش نہیں ہوئی جتنا میں تجھ سے خوش ہوا ہوں

آپؓ حضور ﷺ کی وفات کے بعد قریباً 68 سال زندہ رہیں لیکن جو پاکیزہ زندگی آپؓ نے حضور ﷺ کے ساتھ گزاری وہ ایک خوبصورت یاد بن کر آپ کے ساتھ ساتھ رہی اور اس کا شکر آپ اس طرح ادا کرتی رہیں کہ حضور کے واقعات کثرت سے بیان فرماتی رہیں۔ حضور ﷺ کے خلفاءؓ بھی اُم المؤمنین کا احترام کرتے اور آپؓ سے فیض حاصل کرتے رہے۔ حضرت عمرؓ کا طریق یہ تھا کہ جب کوئی خاص تحفہ آتا حضرت عائشہؓ کو بھجوایا کرتے۔

جب ایران فتح ہوا تو وہاں سے آٹا پیسنے والی چکیاں لائی گئیں۔ حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ پہلا پسا ہوا آٹا حضرت عائشہؓ کو پیش کیا جائے۔ چنانچہ وہ باریک میدہ آپ کے سامنے پیش کیا گیا۔ ملازمہ نے گوندھ کر باریک پھُلکے تیار کئے۔ بچو! مدینہ کی عورتیں جنہوں نے پہلی بار ایسا پِسا ہوا آٹا دیکھا تھا حضرت عائشہؓ کے گھر جمع ہوگئیں۔ جب روٹی تیار ہوگئی تو

عورتیں شوق کے مارے اپنی انگلیاں اِن روٹیوں کو لگاتیں کہ کیا ہی عمدہ آٹا ہے کہ اس سے اچھا بھی دنیا میں ہو سکتا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے لقمہ توڑا ساری عورتیں انتظار میں تھیں کہ اب آپ اس کی لذّت کا اظہار کریں گی لیکن یہ کیا ہوا؟ آپؓ کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔

حضرت مصلح موعود اس واقعہ کا بڑا پیارا نقشہ کھینچتے ہیں۔ ''عورتوں نے کہا بی بی آٹا تو بڑا اچھا ہے، روٹی اتنی نرم ہے کہ اس کی کوئی حد نہیں! آپ کو کیا ہو گیا کہ اس کو نگل نہیں سکیں اور رو رہی ہیں حضرت عائشہؓ نے فرمایا'' آٹے میں کوئی نقص نہیں میں مانتی ہوں کہ بڑا ہی نرم پھلکا ہے مگر میری آنکھوں سے اس لئے آنسو نہیں بہے کہ اس آٹے میں کوئی نقص ہے بلکہ مجھے وہ دن یاد آ گئے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آخری عمر سے گزر رہے تھے مگر ان دنوں بھی ہم پتھروں سے گندم کُچل کر اس کی روٹیاں پکا کر آپ کو دیتے'' پھر فرمایا'' وہ جس کے طفیل ہم کو یہ نعمتیں ملیں وہ تو ان نعمتوں سے محروم چلا گیا لیکن ہم جنہیں اُس کے طفیل سے یہ سب عزتیں مل رہی ہیں اور ہم وہ نعمتیں استعمال کر رہے ہیں۔''

17 رمضان 58ھ میں امت کی یہ محسنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیوی نے وفات پائی۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ خدا کی رحمتیں آپ پر ہمیشہ نازل ہوتی رہیں۔

حوالہ جات

1۔ ازواج مطہرات وصحابیات انسائیکلو پیڈیا صفحہ 100

2۔ دس بڑے مسلمان تحریر شیخ محمد اسماعیل پانی پتی صفحہ 184

3 ۔ سیرت خاتم النبین صفحہ 432

4۔ ازواج مطہرات وصحابیات صفحہ 101-102

5۔ سیرت عائشہ صفحہ 31-32

6۔ ازواج مطہرات وصحابیات صفحہ 101-103

7۔ سیرت عائشہ صفحہ 43

8۔ سیرت خاتم النبین صفحہ 432

9۔ سیرت عائشہ صفحہ 22

10۔ ازواج مطہرات وصحابیات صفحہ 111۔134

11۔ تفسیرِ کبیر سورۃ النور

12۔ سیرت عائشہ صفحہ 68-83

13۔ ازواجِ مطہرات وصحابیات صفحہ 126

14۔ دس بڑے مسلمان تحریر شیخ محمد اسماعیل پانی پتی صفحہ 184

15۔ سیرت صحابیات صفحہ 47-48

16۔ تفسیرِ کبیر سورۃ النور

حضرت عائشہ صدیقہؓ

(Hadhrat Ayesha Siddiqa[ra])
Urdu

Published in UK in 2009

© Islam International Publications Ltd.

Published by:
Islam International Publications Ltd.
'Islamabad' Sheephatch Lane,
Tilford, Surrey GU10 2AQ,
United Kingdom.

Printed in U.K. at:
Raqeem Press
Sheephatch Lane
Tilford, Surrey
GU10 2AQ

No part of this book may be reproduced or transmitted in any form or by any means, electronic or mechanical, including photocopy, recording or any information storage and retrieval system, without prior written permission from the Publisher.